کریں۔ ویٹی کن کونسل دوم نے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا ہے۔ مکالمہ بین المذاہب مختلف عقائد رکھنے والوں کے درمیان تعاون میں اضافے کا سبب ہے۔ اس سے تعصّبات، عدمِ رواداری اور تنہا پسندی اگر ختم نہیں ہوتی تو کم ضرور ہوجاتی ہے۔ مکالمہ بین المذاہب دل و دماغ کی یک جائی ہے۔ سچائی کی جانب اکٹھے چلنے اور مشترک دلچسپیوں میں مل جل کر شریک ہونے کا نام مکالمہ ہے۔

ایشیا

انڈونیشیا: کیتھولک بشپ کارلوس فلپ بیلو کو امن کا نوبل انعام دیا گیا ہے۔

[ایسٹ تیمور ۱۹۷۶ء میں انڈونیشیا کی وحدانی حکومت میں شامل ہوا۔ اس کا رقبہ ۱۴۰۵۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً ۸ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ صوبائی دارالحکومت دلی (Dili) ہے۔ علاقے کا بڑا حصہ روایتی طرزِ زندگی کا حامل ہے جس پر سابق نوآبادیاتی طاقت پرتگال کے مذہب و تمدن کا اثر نمایاں ہے۔ زیادہ تر لوگ کیتھولک مسیحیت کے پیروکار ہیں۔ ایسٹ تیمور میں مذہبی مسائل بھی جنم لیتے رہتے ہیں اور مسلم - مسیحی تعلقات کے حوالے سے دونوں مذاہب کے رہنما مذہبی و معاشرتی ہم آہنگی کے لیے کوشاں ہیں۔

۱۹۹۶ء کا نوبل امن انعام ایسٹ تیمور کے کیتھولک بشپ کارلوس فلپ بیلو اور جوز رموس ہورٹا کو دیا گیا ہے۔ اس موقع پر پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) نے حسبِ ذیل کالم شائع کیا ہے۔ مدیر]

"اس سال انڈونیشیا کے [جن] دو افراد کو امن کا نوبل انعام دیا گیا ہے، ان میں ایک تو رومن کاتھولک بشپ کارلوس بیلو ہیں اور دوسرے جوز رموس ہورٹا ہیں جنہوں نے ایسٹ تیمور میں امن اور انسانی حقوق کے لیے پُرامن جدوجہد کی۔ جوز رموس ہورٹا ایسٹ تیمور میں مدافعتی جدوجہد کے علمبردار ہیں اور بشپ کارلوس فلپ بیلو وہاں کے عوام کے حقوق اور مسائل کے حل کے لیے دن رات جدوجہد کرنے والے روحانی رہنما ہیں۔

اس اعلان میں انڈونیشیا کی حکومت کے لیے ایک پیغام پوشیدہ ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ وہ اپنی موجودہ پالیسی تبدیل کرے، لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انڈونیشیا کی حکومت اس کے خلاف اپنا ردعمل ظاہر کرے اور حکارت سے منفی رویّہ ظاہر ہو، مگر یہ سب کچھ اس انعام حاصل کرنے والوں کے حق میں ایک

مثبت عمل تصور کیا جائے گا۔

نوبل انعام کمیٹی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ایک چوتھائی لوگ ایسٹ تیمور میں قحط، وبائی امراض، جنگ اور دہشت گردی کی وجہ سے پچھلے ۲۱ برس میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ نوبل انعام کمیٹی نے اعلان میں یہ بھی کہا ہے کہ ہم بشپ کارلوس فلپ بیلو اور مدافعتی رہنما کی دستگیری کرنا چاہتے ہیں، کیوں کہ انھوں نے اس پُرامن جدوجہد میں اپنے نفس کی قربانی دے کر حصہ ڈالا ہے، حالانکہ یہ سب کچھ ایسٹ تیمور کے استحصال زدہ افراد کے لیے اُنھوں نے کیا ہے۔

بشپ کارلوس فلپ بیلو نے اس ضمن میں کہا ہے کہ مجھے جو انعام دیا گیا ہے، اس سے درحقیقت ایسٹ تیمور کی جدوجہد میں اضافہ ہوگا۔ اس انعام کے سبب بین الاقوامی حمایت بھی اور زیادہ ہو جائے گی۔ اُنھوں نے ایسٹ تیمور کے دارالحکومت دلی سے، جہاں اُن کا گھر واقع ہے، مزید کہا کہ انڈونیشیا حکومت اور بین الاقوامی تنظیمیں اب ایسٹ تیمور کے مسائل پر پوری توجہ کے ساتھ سوچ بچار کریں گی اور ساتھ ساتھ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ نوجوان نسل کو پُرتشدد رویّے سے دور رکھیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ انعام کے اعلان کے بعد اُنھوں نے اس خوشی کو کس انداز میں منایا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ میں نے کسی خاص تقریب کا اہتمام نہیں کیا۔ اپنا معمول کا کام اور دعا جاری رکھی ہے، اس کے ساتھ پاسٹرل ملاقاتیں بھی جاری رکھی ہیں۔ جب انعام کا اعلان ہوا تو اُس وقت میں الطار پر پاک ماس چڑھا رہا تھا۔ اس وقت دلی کے لوگ بھی خاموش تھے، اور میں کسی خاص تقریب کی توقع بھی نہیں رکھتا تھا، حالانکہ یہاں کے نوجوان ماضی میں اکثر پریشانی کا باعث بنتے رہے ہیں اور جس کی وجہ سے دُنیا کی توجہ اس علاقے کے مسائل کی جانب مبذول ہوئی۔ میں نے اُنھیں ہدایت کی تھی کہ پُرامن رہیں اور اپنے گھروں کے اندر رہیں تاکہ کسی قسم کی مشکل یا پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ایک دو علاقوں میں اب بھی گڑبڑ ہے جہاں اب بھی فوج تعینات ہے اور مسلسل دباؤ کا وہ علاقے سامنا کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے وہاں کے لوگ چاول اور کافی کے کھیتوں میں کام کرنے کے لیے نہیں جا سکتے، کیوں کہ وقت بہ وقت وہاں پر قتلِ عام جاری ہے اور لوگوں کو بلاوجہ گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

انڈونیشیا کی مسلم تنظیموں نے اس انعام کے بارے میں اپنا ملا جلا ردِّ عمل ظاہر کیا ہے۔ مثلاً انڈونیشیا کی دوسری بڑی مسلم تنظیم "محمدیہ" کے چیئرمین امین ریاض نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ یہ انعام مضحکہ خیز ہے اور عوام کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے، کیوں کہ بشپ کارلوس فلپ بیلو نے مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنے میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا ہے۔

آسٹریلوی کاتھولک چرچ نے امن انعام کے فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے، کیوں کہ بشپ بیلو نے امن و استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے ایسٹ تیمور میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ یہ آسٹریلوی بشپ ولیم برینسن نے کہا۔ اُنھوں نے مزید کہا کہ بشپ کی پالیسی نے سیاسی اور فوجی مسائل کے حل کی حوصلہ

افزائی کی اور اِسے مزید تقویت دی۔ فطرتاً اس کی تمام ہمدردیاں مشکل صورتِ حال میں گھرے ہوئے لوگوں کے ساتھ ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ بشپ نے ایسٹ تیمور میں جو کام کیا ہے، اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ اُن کا ہمیشہ سے ایک پیغام رہا ہے کہ تشدّد کے بغیر امن قائم کیا جائے۔ انھوں نے وہاں کے عوام کو متاثر کیا ہے۔ وہ ایک عمدہ روحانی رہنما ہیں جنھوں نے تمام تر مشکلات کے باوجود ایسٹ تیمور میں اپنی خدمات جاری رکھیں۔ وہ لوگوں کے نہایت ہی قریب ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ لوگوں کا دفاع کرتے ہوئے گزارا ہے۔ جب بھی ایسٹ تیمور میں لوگ اذیّت کا شکار ہوتے ہیں، اس وقت وہ بشپ کارلوس فلپ بیلو کو ہی مدد کے لیے پکارتے ہیں۔

پاکستان: "اسلامی نظام کے آنے سے مسیحیوں کو بھی فائدہ ہو گا۔" — قاضی حسین احمد

امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد نے مسیحی برادری کے ایک وفد سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ "پاکستان کی مسیحی برادری بھی مظلوموں میں شامل ہے۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ انگریزوں نے بھی برصغیر کی مسیحی برادری سے کبھی انصاف نہیں کیا۔ مسیحی برادری کے ہاتھ میں جھاڑو مسلمانوں نے نہیں، سابقہ انگریز حکمرانوں نے تھمایا ہے، تاہم اسلام میں جھاڑو دینے سمیت کسی بھی کام کو باعث عار و قابل نفرت نہیں سمجھا جاتا۔ اُنھوں نے مزید کہا کہ ملک میں اسلامی نظام آئے گا تو اس کا فائدہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مسیحیوں کو بھی ہو گا۔" (روزنامہ "خبریں"، اسلام آباد - یکم دسمبر ۱۹۹۶ء)

"کرسچین سٹڈی سنٹر" مطالعۂ اسلام کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

کرسچین سٹڈی سنٹر - راولپنڈی اقوامی نوعیت کا ادارہ ہے جو ۱۹۶۷ء سے مسلم - مسیحی روابط کے حوالے سے تحقیق و تفحص، تصنیف و تالیف اور تدریس میں مشغول ہے۔ سنٹر کی علمی و تحقیقی دلچسپیوں میں مطالعۂ اسلام، پاکستان کی اقلیتوں کے مسائل اور وطنِ عزیز کے تناظر میں مسیحی الٰہیات کی ترتیب و تشکیل کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ گزشتہ کچھ برسوں سے "سنٹر" اور اس کے کارپرداز انسانی حقوق، خواتین کے مسائل، رواداری اور جمہوری اقدار کے فروغ کے لیے بعض دوسرے اداروں سے